اور علم اور تجربہ کی بنیاد پر ان کے نقائص کی وضاحت فرمائی ہے اور اس کے بعد ان غیر اسلامی اجزاء کی جگہ اسلامی اجزا بھی تجویز کیے ہیں۔ وہ اپنی ان سفارشات کو اسلامی قانون کا درجہ نہیں دیتے بلکہ اُن کا موقف یہ ہے کہ جب تک اسلامی قانون ملک میں نافذ نہیں ہوتا اس وقت تک رائج الوقت قانون کے اندر چند تبدیلیاں کر کے اسے اسلامی نقطۂ نظر سے کسی حد تک بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

ماہنامہ گلِ خنداں | مدیر اعزازی: جناب پیام شاہجہانپوری۔ پرنٹر پبلشر ملک سراج الدین کشمیری بازار، لاہور۔ ندرِ سالانہ چار روپے۔

زیرِ نظر رسالہ گلِ خنداں کا ۱۸۵۷ء نمبر ہے۔ اس میں اُس انقلاب انگیز تحریک کا مختلف زاویوں سے جائزہ لیا گیا ہے جسے انگریز غدر کے نام سے موسوم کرتا رہا ہے۔ لکھنے والوں میں سرسید احمد خاں، خواجہ حسن نظامی، مولانا غلام رسول مہر، مولانا علم الدین سالک، جناب رئیس احمد جعفری، ڈاکٹر عبادت بریلوی، شیخ محمد اسماعیل پانی پتی اور پروفیسر یوسف جمال انصاری خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

سرسید احمد خاں نے اسبابِ بغاوت کا ذکر کرتے ہوتے اس حقیقت کو بڑے واشگاف الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ اس ملک کے عوام اپنے مذہب اور رسم و رواج میں مداخلت کو کسی صورت بھی گوارا نہ کر سکتے تھے اور انگریز اس قسم کی حماقت کرنے کا تہیہ کر چکا تھا:

> ہر سب کو یقین تھا کہ ہماری گورنمنٹ علانیہ مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کرے گی بلکہ خفیہ تدبیریں کر کے مثل نابود کر دینے علم عربی و سنسکرت اور مفلس و محتاج کر دینے ملک کے اور لوگوں کو ان کے مذہب سے ناواقف کر کے اپنے دین و مذہب کی کتابیں اور مسائل اور وعظ پھیلا کر نوکریوں کا لالچ دے کر، لوگوں کو بے دین کر دے گی ۱۸۳۷ء کی قحط سالی میں جو یتیم لڑکے عیسائی بنائے گئے وہ تمام اضلاع ممالک مغربی و شمالی میں ارادہ گورنمنٹ کا ایک نمونہ گنے جاتے تھے کہ